مولانا محمد ادریس صاحب ہری پور

اسلام اور دُنیوی ترقی

آج ساری دُنیا میں منکرینِ مذہب کو جس چیز نے سب سے زیادہ متنفر بنا دیا ہے وہ یہ ہے کہ:

ان کے خیال میں کوئی مذہب بھی اختیار کرنا دُنیاوی ترقی کے لئے سدِ راہ ہے،

اس سلسلہ میں ان کے چند دلائل ہیں جن کے جوابات بعد میں عرض کئے جائیں گے پہلے ہم مذہب کی حیثیت اور اہمیت پر اپنے دلائل پیش کریں گے۔

چونکہ ہم صرف مذہب اسلام کو برحق سمجھتے ہیں لہٰذا اس کی حقانیت و اہمیت پر قرآنی دلائل دیں گے۔

اصل مذہب اسلام ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۔ ۔ ۔ فَاِنْ حَاجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ[1]

"خدا کے نزدیک تو اصل مذہب اسلام ہے۔ ۔ ۔ اگر آپ سے (یہ اہلِ کتاب) جھگڑا کریں

---

[1] سورۃ آل عمران ع ۲

تو کہہ دیجئے کہ میں اور میرے پیرو اللہ کے تابع فرمان ہو گئے ہیں (اسلام کو دین مان لیا ہے) اور اہل کتاب اور ان پڑھوں سے پوچھئے کہ کیا تم بھی خدا کے فرماں بردار ہوتے ہو —؟ (اسلام کو دینِ حق تسلیم کر لیا ہے؟) تو اگر انھوں نے اسلام کو اصل مذہب مان لیا تو ہدایت پا گئے، اور اگر پھر جائیں تو (اس میں آپ کا کوئی حرج نہیں کیونکہ) آپ کا ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے"

اسلام کامل، تام اور خدا کا پسندیدہ مذہب ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [1]

یعنی "آج میں نے (بذریعہ قرآن و رسول) تمہارا دین (بلحاظ اصول و شرائع) کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت (بذریعہ فتوحات و اظہار قوانینِ اسلام) پوری کر دی اور اسلام (خالص اور اصل اسلام) تمہارا مذہب میں نے پسند کیا"؛

اسلام بہترین مذہب اور باعثِ قربِ خداوندی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:—

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَّاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا [2]

یعنی کیا کوئی شخص اس سے بھی اچھا دین دار ہے جس نے اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار بنایا اور پھر اس کی مرضی کے مطابق نیک کام بھی کرتا رہا اور (خاص کر یہ خوبی کہ) ابراہیم علیہ السلام یکطرفہ کے پیچھے چلا اور (اسلام ہی کی وجہ سے) اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خاص مقرب بندہ بنایا تھا؛

---

[1] سورۃ المائدہ ع ۱ [2] سورۃ النساء ع ۱۸

اسلام فطری اور سیدھا سادا مذہب ہے:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ [۱]

یعنی تم اپنا رُخ اس دین کے لئے سیدھا کر دیں اللہ تعالیٰ کی اس فطرۃ (اسلام) کا اتباع اپنے آپ پر لازم کر دیجیے جس پر لوگوں کو اس نے پیدا کیا، اس کی فطرۃ تبدیل نہیں کرنا چاہیے، یہی سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

تمام انبیاء کا مذہب اسلام ہی تھا:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِىْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ [۲]

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

ایک مقام پر ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:-

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ [۳]

ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ تمام دینوں سے ہٹ کر (صراط مستقیم یعنی) اسلام والے تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے۔

پھر فرمایا کہ ابراہیمؑ کی اولاد نے بھی یہی مذہب اسلام اپنایا۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ

---

[۱] سورۃ الروم ع ۴ [۲] سورۃ شوریٰ ع ۲ [۳] سورۃ آل عمران ع ۷

إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ
لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ [۱]

"ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے پوتے) یعقوب (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کو وصیّت فرمائی کہ اے میرے بیٹوں خدا نے تمہارے لئے یہی اسلام کا دین پسند کیا، بس تم مرتے دم تک اسی پر ہی رہنا، کیا تم (یہودیو) اس وقت موجود تھے جب یعقوب (علیہ السلام) فوت ہوئے، (انہوں نے تو) اس وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے، انھوں نے کہا ہم اکیلے خدا کی عبادت کریں گے جو آپ کا اور آپ کے باپ دادا ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) کا خدا ہے اور ہم اس کے (اب بھی) فرمانبردار ہیں"

حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے اس چیز کی دعا کی :-

فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا
وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ [۲]

(اے میرے مولا) آسمانوں اور زمینوں کے خالق دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے مسلمان ہونے کی حالت میں دنیا سے اٹھانا اور اپنے نیک بندوں سے ملانا،

ایک مقام پر اللہ تعالےٰ نے ابراہیم، اسحاق، یعقوب، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، ذکریا، یحییٰ عیسیٰ، الیاس، اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط علیہم السلام کا ذکر کرکے فرمایا:

وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [۳]

یعنی ان کو اور ان کے بزرگوں، فرزندوں، اور برادری کے لوگوں میں سے بعض کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا اور راہ راست کی ہدایت کی۔

اور یہ راہ راست وہی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:-

---

[۱] سورۃ البقرہ ع ۱۶ [۲] سورۃ یوسف ع ۱۱ [۳] سورۃ الانعام ع ۱۰

اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ [1]

یعنی جب خدا نے ان سے فرمایا اسلام (فرمانبرداری) کو اختیار کیجئے، انھوں نے عرض کی کہ میں (اللہ تعالیٰ) رب العالمین کے لئے اسلام (فرمانبرداری) کو اختیار کئے ہوئے ہوں۔

مذہب غیرِ اسلام کو اپنانا غیر فطری ہے:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهُ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ [2]

کیا یہ (لوگ) دینِ الٰہی کے سوا اور دین چاہتے ہیں حالانکہ تمام آسمان وزمین کے لوگ چاروناچار اسی کے زیر فرمان ہیں اور انجام کار اسی کی طرف پھریں گے۔

غیر اسلام مذہب دنیا و آخرت میں نقصان دہ ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ [3]

اور جو کوئی سوائے اسلام کے کوئی اور دین تلاش کرے گا ہرگز اس سے قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا۔

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس سے زمین میں اصلاح ہو سکتی ہے۔ چنانچہ فرعون نے جب مذہب اسلام سے روگردانی کی، تنفر کا اظہار کیا اور احکامِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے بجائے زمین میں تکبر و فساد کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو غرق کر دیا۔

ارشادِ خداوندی ہے:-

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَاءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ [4]

---

[1] سورۃ البقرہ ع ۱۶ [2] سورۃ آل عمران ع ۹ [3] سورہ آل عمران ع ۹ [4] سورہ القصص ع ۱

یعنی "اس میں کوئی شک نہیں کہ فرعون نے زمین پر تکبر کیا (اسلام اور عبودیت کو چھوڑ کر کفر کیا الوہیت کا مدعی بن بیٹھا) اور ملک کے رہنے والوں کو گروہ گروہ بنا دیا ان میں سے ایک جماعت کو کمزور کرتا تھا، ان کے لڑکوں کو ذبح کر دیتا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک فرعون مفسدوں میں سے تھا"

ایک مقام پر فرعون کے اس دعوے کو اس طرح بیان فرمایا:—

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ [1]

یعنی فرعون نے کہا درباریو میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا (آگے فرمایا) کہ اس نے اور اس کی قوم نے زمین میں ناحق تکبّر کیا اور سمجھا کہ ہمارے سامنے اسے جواب دہ نہ ہونا پڑے گا، تو ہم نے اس کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کر دیا پھر دیکھو ان ظالموں کا انجام کیسا بُرا ہوا۔

آخرت میں نجات اور جزاء سزا کا انحصار اسلام پر ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِيْءُ الْاَعْمَالُ فَتَجِيْءُ الصَّلٰوةُ فَتَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصَّلٰوةُ فَيَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ فَتَجِيْءُ الصَّدَقَةُ فَتَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصَّدَقَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيْءُ الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ تَجِيْءُ الْاَعْمَالُ عَلٰى ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيْءُ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنْتَ السَّلَامُ وَاَنَا الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ بِكَ الْيَوْمَ آخُذُ وَبِكَ اُعْطِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ [2]

یعنی اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) کے حضور میں اعمال پیش ہوں گے، جب نماز (سب سے پہلے) آئے گی تو عرض کرے گی اے پروردگار میں "نماز ہوں" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "تو بھلائی پر ہے"

---

[1] قصص ع ۴ [2] مسند احمد

پھر صدقہ ، روزے ، اور دیگر اعمال حج اور جہاد وغیرہ آئیں گے اور اسی طرح اپنے آپ کو بتائیں گے ، اور ہر ایک سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے انت علیٰ خیر یعنی تو بھلائی پر ہے۔ پھر اسلام آئے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار تیرا نام سلام اور میں اسلام ہوں ، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ، بے شک تو بھلائی پر ہے تیری وجہ سے (عذاب سے) مواخذہ کروں گا ، اور تیری وجہ سے (ثواب) عطا کروں گا ، چنانچہ اللہ تعالےٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں ومن یبتغ الخ یعنی جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین طلب کرے اس سے وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ، اور وہ آخرت خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا ۔

منکرینِ مذہب کے دلائل :

اب منکرینِ مذہب کے دلائل بھی سنئے :۔

(۱) وہ کہتے ہیں کہ مذہب صرف اعتقادیات ہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ ہمارے عملیات معاشرہ میں بھی مخل ہے ، چلنا ، پھرنا ، سونا ، جاگنا ، اٹھنا ، بیٹھنا ، کھانا ، پینا ایک چیز بھی اس کی حد سے باہر نہیں ہوسکتی ، ایسی پابندی میں رہ کر انسان کیونکر ترقی کرسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی قوم نے ترقی کی تو ہمیشہ مذہبی پابندی سے آزاد ہوکر

(۲) مذہبی اعمال ایسے سخت ہوتے ہیں کہ ان کی پابندی معاشرت اور تمدن کی ترقی کا موقع نہیں دیتی ۔

(۳) ہر مذہب دوسرے مذہب والوں کے ساتھ سخت تعصب اور نفرت کی تلقین کرتا ہے جس کی وجہ سے کبھی کسی قوم نے غیر مذہب والوں پر انصاف سے حکومت نہیں کی ۔

ان دلائل کے جوابات :

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ اعتراضات مذہب اسلام پر عائد ہوسکتے ہیں یا نہیں ، جب ہم مذہب اسلام پر دقتِ نظر کے ساتھ غور کرتے ہیں تو ہم پر یہ بات سورج کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہ

اعتراضات اسلام پر وارد نہیں ہوتے۔

اسلام میں غلو کی کوئی گنجائش نہیں:

اسلام اس غرض سے آیا ہے کہ تمام تنگنائیوں کو مٹا کر دینی و دنیوی ترقی کی راہ صاف کرے۔ اسلام نے غالیانِ مذہب کو غلو سے روکا ہے۔ تو فرمایا:-

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ [لہ]

یعنی "اے کتاب والو دین میں ناحق زیادتی نہ کرو، اور اپنے پہلے لوگوں جو خود بھی گمراہ ہوگئے، اور بہتوں کو سیدھے راستے سے گمراہ کر گئے کی خواہشوں پر نہ چلو"

مذہب میں غلو کی دو صورتیں ہوتی ہیں:-

کہ مذہب کی من گھڑت کہانی بنا کر اس میں افراط کی جائے، یا من بھاتی باتوں کو داخل کر کے ضروری حصہ کو چھوڑ دیا جائے۔

مذہب اسلام دونوں امور سے دور ہے۔

اسلام میں دینی و دنیوی امور میں آسانیاں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مذہب کے دائرہ میں لوگوں نے زندگی کے عیش و عشرت، ناز و نعمت، خورد و پوشش میں ناقابل برداشت پابندیاں داخل کر دی تھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ [لہ]

یعنی "جس زینت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا اس کو اور پاکیزہ رزق

لہ سورۃ المائدہ ع ۱۰ لہ سورۃ الاعراف ع ۴

کو کس نے حرام کیا ہے یہ نعمتیں دُنیا کی زندگی میں تو ایمانداروں کے لئے مشترک ہیں
اور قیامت کے روز صرف ایمان والوں کے لئے ہوں گی "!

اسی بنا پہ آں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دنیوی معاشرت و تمدّن کو مذہب سے بالکل جُدا رکھا اور جہاں کوئی حکم دیا اس میں بھی ہماری مصلحت پیشِ نظر رکھی۔ آپ کا ارشاد ہے :۔
أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ یعنی "اپنے دُنیوی امور تم خود ہی اچھی طرح جانتے ہو"

اسلام سہل ترین مذہب ہے :

رہا مذہبی تشدّد تو اسلام کا بجا طور پہ دعوٰے ہے کہ :۔
اس کے مذہبی احکام نہایت ہی نرم، آسان اور سہل العمل ہیں۔
خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ [1]

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی
دُوسری جگہ فرماتا ہے :۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [2]

یعنی "اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے، اور کبھی تنگی نہیں چاہتا"
ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے :۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا [3]

یعنی "خدا کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا "!

اسلام کے سہل ترین ہونے کے شواہد :

اسلام کا یہ صرف دعوٰے ہی نہیں ہے بلکہ اس کے احکام اس کے شاہد ہیں، اسلام میں صرف

---

[1] سُورَۃ الحج ع ۱۰ [2] سُورَۃ البقرہ ع ۲۳

پانچ فرائض ہیں:۔

(۱) نماز (۲) روزہ (۳) زکوٰۃ (۴) حج (۵) جہاد

حج اور زکوٰۃ : حج اور زکوٰۃ صرف دولت مندوں پر ہے۔ حج عمر بھر میں ایک دفعہ اور زکوٰۃ سال بھر میں ایک دفعہ چالیسواں حصّہ ان دونوں میں دنیوی اور اخروی بیشمار فوائد ہیں

جہاد : جہاد بھی جب خود اختیاری حفاظت کی ضرورت پڑے تو ہر عاقل، بالغ، غریب و امیر پر بلا امتیاز عین فرض ہو جاتا ہے ۔

روزہ : یہ جملہ حکماء کے ہاں مسلّم ہے کہ معدہ کی بیماری ام الامراض ہے، کھانے پینے کی کثرت و تداخل سے جو امراض لاحق ہوں اُن کا علاج تفریغ معدہ ہے کہ کم کھائے یا بعض اوقات ناغہ کرے اور یہی روزہ ہے۔ ولنعم ما قیل ؎

ثَلَاثٌ هُنَّ مُهْلِكَةُ الْاَنَامِ وَدَاعِيَةُ الصَّحَاحِ اِلَى السِّقَامِ
دَوَامُ مُدَامَةٍ وَدَوَامُ وَطْيٍ وَاِدْخَالُ الطَّعَامِ عَلَى الطَّعَامِ

یعنی تین چیز مخلوق کو ہلاک و تباہ کر دینے والی ہیں وطی اور شراب کی عادت اور کھانے پہ کھانا داخل کرنا، روزہ کے فوائد شمار سے باہر ہیں انسان میں ہمدردی، نرم دلی، خلوص و محبّت، صبر و قناعت، تہذیب و تمیز، پابندیٔ قوانین اور ضبطِ نفس جیسے اوصافِ عالیہ اسی کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔

روزہ میں بھی اللہ نے تخفیف رکھ دی ہے سال بھر میں صرف ایک ماہ کے روزے ہیں اس میں بھی مسافر و مریض اور نہایت کمزور افراد کے لئے رعائتیں ہیں۔

نماز : البتہ نماز کسی حالت میں معاف نہیں ہو سکتی یہ ایک ایسا فرض ہے کہ ہر آن و لمحہ میں ضروری ہے احسان ہر وقت اور ہر گھڑی شکریہ کا مقتضی ہے اس کے باوجود نماز میں بہت آسانی کر دی گئی ہے۔

بیمار کے لئے وضو کی ضرورت نہیں، سواری کی صورت میں سمتِ قبلہ ہونا ضروری نہیں ضرورت کے وقت کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، لیٹ کر، یا جماعت یا الگ، مسجد میں یا کسی پاک جگہ میں ہر صورت میں ادا کی جا سکتی ہے۔ سفر میں بجائے چار رکعت کے صرف دو رکعت رہ جاتی ہیں

اس کے علاوہ جو ارکان و آداب ادائیگی کے لئے مقرر ہیں ضرورت کے وقت ان میں بھی نہایت کمی کر دی گئی ہے مثلاً :-

بحالت قیام ، رکوع اور سجود ہے اور بحالت عذر ان کی ضرورت بھی ساقط ہو جاتی ہے ، گویا اسے تنگ ناؤ نہیں بنایا گیا جہاں سے گذرنا ممکن نہ ہو ؎

دِل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی ،

نماز سے انسان کے دِل میں فرض شناسی ، بلند خیالی ، تزکیۂ نفس ، دُنیاوی خواہشات سے استغناء جیسے اوصاف پیدا ہوتے ہیں ۔

الغرض اسلام نے طریقۂ عمل کے لئے جہاں شرائط اختیار کی ہیں تو ساتھ یہ بتا دیا کہ :-

یہ قیود فی نفسہ ضروری نہیں ہیں بلکہ مقصود تمہاری فوز و کامرانی اور دُنیوی و اخروی ارتقاء ہے ؛

(باقی باقی)

فتاویٰ ثنائی چھپ گیا ہے

دو خوبصورت مضبوط رنگین جلدوں میں بہترین کتابت ، اعلیٰ طباعت نفیس اور سفید کاغذ ، رنگین اور خوشنما گٹ اَپ کے ساتھ بڑے سائز کے سولہ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ؛

اس فتاویٰ کی کل قیمت ۵۵/- روپے